ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

تذکرہ نگاری: غزل کی تنقید کا ابتدائی ماخذ

ڈاکٹر نورین کھوکھر

ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو، ایف سی کالج یونی ورسٹی لاہور

ڈاکٹر طاہر شہیر

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، ایف سی کالج یونی ورسٹی لاہور

ڈاکٹر عتیق انور

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، ایف سی کالج یونی ورسٹی لاہور

ABSTRACT

There is an important material in TAZKRAS about Urdu Ghazal's Criticism. That's why Tazkra is considered as an initial source of criticism. Although, there is no traditional criticism in Tazraka, but importance of Tazkra cannot be denied. Many poetic terms are used in Tazkras to judge literary and poetic skills. Tazkras are considered as valuable critical material on Urdu Ghazal too. Tazkra as initial source is very helpful for criticism of Ghazal. In this article, importance of Tazkra in criticism of Ghazal is critically discussed.

کلیدی الفاظ: غزل تنقید، تذکرے، اصلاحیں، تقریظیں، انتقادی اشارات، فارسی روایات، مولانا شبلی، گارساں دتاسی، سید عبداللہ، بیاضیں، نکات الشعرا، مخزن نکات، انتخاب ظفر، محمد حسین آزاد

تذکرہ سے مراد وہ کتاب ہے جس میں شعراء کرام کے واقعات حیات لکھے جاتے ہیں۔ بیاض نگاری نے تذکروں کی تالیف میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔

تذکروں میں اشعار کے انتخاب کے ساتھ شعرا کے نام اور مختصر کوائف لکھے جاتے ہیں اس کے علاوہ اگر مولف ذاتی رائے کا اظہار تفصیل سے کر دے تو تذکرہ تنقیدی اہمیت کا حامل ہو جاتا ہے۔ کتاب آب حیات از محمد حسین آزاد تذکروں کی ترقی یافتہ ابتدائی صورت کہلاتی ہے۔ اردو تنقید ابتدائی نمونے تذکروں کی شکل میں دست یاب ہیں۔ اردو تنقید ابتدائی طور پر چند مخصوص خیالات کا اظہار اور گنی چنی اصطلاحات کا ذکر کر دینے کا نام تھا۔ سب سے پہلے ہمیں داد میں ایک تنقیدی روایت کا پتہ چلتا ہے جو ایک شاعر دوسرے شاعر کا شعر سُن کر دیا کرتا تھا۔ پھر اس کے بعد تذکروں، اساتذہ کی اصلاحوں اور تقریظوں وغیرہ میں بھی تنقیدی روایات پر ملتی ہیں (۱) مگر اردو غزل پر تنقیدی رائے کی شکل میں ابتدائی سرمایہ اردو تذکرے ہیں جو اکثر و بیش تر صحیح انتقادی فیصلوں اور دقیق ولطیف انتقادی اشارات پر مشتمل ہیں۔ (۲) تذکروں کو تنقیدی نمونہ ماننے پر کچھ اصحاب رائے کو اعتراض ہے کہ تنقید نام کی کوئی چیز تذکروں میں موجود نہیں اور حالات زندگی بھی کچھ مستند حوالوں پر مبنی نہیں ہوتی تاہم یہ بات تذکروں سے ناانصافی ہے۔ یہ سچ ہے کہ تذکروں میں باقاعدہ تنقید کے نمونے دست یاب نہیں مگر اردو تنقید کے ارتقا میں تذکروں کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اردو غزل کے مسلمات، فارسی غزل کی دین ہیں اور اردو غزل ایک طویل عرصے تک فارسی کے زیر اثر رہی۔ اٹھارہویں اور انیسویں صدی سماجی طور پر جمود کا شکار نظر آتی ہے۔ فارسی کے حوالے سے مختلف شاعر اور ادیب مختلف اصناف سخن میں ایک ہی طرح کے خیالات دہراتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ (۳) یہی حال فارسی تنقید کا تھا۔ فارسی تنقید نے عربی سے مستعار لیے ہوئے خیالات و نظریات پر تنقید کی عمارت کھڑی کر رکھی تھی جس کے باعث فارسی تنقید کی روایات محدود و مخصوص تھیں مگر تلخ حقیقت تو یہ ہے کہ اردو تنقید کی صورت حال بھی فارسی سے کچھ مختلف نہ تھی چنانچہ اردو میں بھی تنقید کے میدان میں ارتقا مفقود نظر آ رہا تھا۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی کے مطابق:

"فارسی کی تنقیدی روایات بالکل میکانکی ہو گئیں۔ چند خاص خیالات تھے، خاص اصطلاحات تھیں، چند خاص کلے اور جملے تھے، جس کے پیش کر دینے کو تنقید سمجھا جاتا تھا۔ اردو کی ابتدائی تنقید بھی اسی رنگ میں رنگی ہوئی نظر آتی ہے۔" (۴)

مندرجہ بالا اقتباس کے باوجود اردو تنقید نے بہر حال ارتقائی مراحل طے کئے ہیں۔ آج جدید تنقید کے بے شمار نمونے دست یاب ہیں جو اردو تنقید کے ارتقا کا ثبوت ہے۔ ہمیں اردو غزل کی تنقید کے ابتدائی نمونے دراصل تذکروں کی شکل میں ملتے ہیں جن کی بدولت ہم اردو غزل گو شعرا پر تنقیدی و تحقیقی کام کا سلسلہ آگے بڑھانے میں کام یاب ہو سکے ہیں۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری اس کے متعلق لکھتے ہیں:

"اردو میں اولی ادبی تنقید و سوانح اور تاریخ نگاری سلسلے کا تحقیقی کام دراصل تذکروں کے سہارے آگے بڑھا ہے۔"(۵)

تنقید کی روایت میں تذکروں کی اہمیت مسلمہ ہے اور سچ ہے کہ اردو تنقید میں تذکروں کی بدولت ہی ارتقائی منازل کا تعین ممکن ہو سکا۔ تذکرے اردو غزل پر تنقید کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ تذکرہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں تذکرہ کے متعلق یوں لکھا ہے:

"عربی لفظ بمعنی یادگار، یادداشت، وہ جس سے ضرورت کی چیز یاد آ جائے، از فعل مذکر۔ یہ لفظ بہت سی مشہور تصانیف کے ناموں میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً التذکرۃ النصیریہ (در ہیئت) مصنفہ) نصیر الدین طوسی تذکرۃ الاولیاء، مصنفہ فرید الدین عطار، تذکرۃ الشعرا (شاعروں کے سوانح حیات) اس نوع کی کتابیں ایران میں بہت مقبول ہیں۔"(۶)

چناں چہ تذکروں کی مدد سے ہم کو شعرا کے حالات سے واقفیت ملتی ہے اور اس دور کے دیگر حالات کی ہم اطلاع پاتے ہیں۔ فرہنگ آصفیہ میں تذکرہ کے متعلق یہ لکھا ہے:

"اسم مذکر (۱) ذکر مذکور یادداشت۔ بیان۔ یادگار (۲) چرچا، افواہ (۳) تاریخ، واقعات، سرگزشت، سوانح عمری۔ وہ کتاب جس میں شعرا کا حال لکھا جائے۔"(۷)

تذکرہ میں شعرا کے حالات لکھے جاتے ہیں مگر یہ شرط نہیں کہ تذکرہ صرف شعرا کے حالات و کلام پر مشتمل ہو بلکہ اس میں دیگر صاحب کمال فن کا حال بھی بیان کیا جاتا ہے۔ تذکروں کے سلسلے میں ڈاکٹر فرمان فتح پوری فرماتے ہیں:

"جب شعر و ادب کے سیاق و سباق سے ہٹ کر اسے استعمال کیا جائے تو اس سے مراد صرف شعراء کا تذکرہ نہیں بلکہ علماء و فضلاء صوفیاء، اطباء، اولیاء اور حکما کا تذکرہ بھی ہو سکتا ہے۔ اردو فارسی میں ان معنوں میں لفظ "تذکرہ" کے استعمال کی مثالیں ایک دو نہیں سیکڑوں ہیں۔"(۸)

مگر جب ہم تذکرہ کو شعر و ادب کے حوالے سے دیکھیں تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تذکرہ کے اصطلاحی معنی شعرا کے تذکروں کے بھی ہیں اور اس کا پہلا استعمال تذکرہ دولت شاہ میں نظر آتا ہے۔ اردو تذکروں میں نا صرف شعرا کے حالات ملتے ہیں بلکہ اردو تنقید میں سیرت اور شخصیت کی مصورانہ کاوشیں بھی ہمیں تذکروں میں نظر آتی ہیں۔ اگرچہ ان کی حیثیت تذکروں میں ہلکے پھلکے تعارف کی حد تک ہے مگر یہی تعارف ہمیں قدیم غزل گوؤں کے کلام و سوانح سے متعارف کرواتا ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر کے مطابق:

"میر تقی میر نکات الشعراء میں کم از کم الفاظ میں تصویر کشی کرتے ہیں جبکہ ان کے برعکس محمد حسین آزاد نے آب حیات میں زیادہ سے زیادہ الفاظ کے ساتھ اسلوب کی چاشنی کو بھی مد نظر رکھا۔ میر تقی میر اس مصور کی طرح ہیں جو کم از کم خطوط کی امداد سے نیچے بنالیا ہے جبکہ امجد حسین آزاد اپنے رنگین اسلوب اور تیل کی عادت گویا رنگین سینما سکوپ فلم چلا دیتے ہیں۔"(۹)

بصورت تذکرہ، ابتدائی تنقیدی مواد ہی آج کی تنومند تنقید کا اولین جواز ہے۔ تذکروں کی مسلمہ حیثیت و حقیقت کو اردو تنقید سے جدا نہیں کیا جا سکتا ہے۔ تذکروں کو ہمیشہ اردو تنقید کی ابتدائی ماخذ کی حیثیت سے کام میں لایا جائے گا اور یہ حقیقت ہے کہ تذکروں کی صورت میں اردو تنقید نے جنم ہی نہیں لیا بلکہ گھٹنوں چلنا بھی سیکھا۔(۱۰) جہاں تک اردو تذکرہ نگاری کا تعلق ہے تو تذکرہ کی معنوی وسعت کیا ہے؟ کیا ہونی چاہیے؟ اس حوالے سے کسی تذکرہ نگار نے فیصلہ کن انداز نہیں اپنایا بلکہ قریب قریب سب نے اسے نظر انداز کیا۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ تذکرے تنقیدی ضرورت کے تحت نہیں لکھے گئے اور نہ تذکرہ نگاروں کے ذہن میں تنقید کا وہ تصور عیاں تھا جس پر بعد میں تنقیدی بحث کا آغاز ہوا۔ مولانا شبلی کے مطابق:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

شعرا کے تذکرے بہت ہیں لیکن وہ در حقیقت ریاض اشعار ہیں جن میں شعرا کے عمدہ اشعار انتخاب کر کے لکھ دیے ہیں۔ شعراء کے حالات اور واقعات کم اور نہایت کم ہیں اور شاعری کے عہد بہ عہد کے انقلابات اور ان کے اسباب کا تو مطلق ذکر نہیں ہے۔"(۱۱)

مولانا شبلی نعمانی کی مندرجہ بالا رائے سے یہ خیال ابھرتا ہے کہ تذکرہ ایک طرح کی تاریخ ہے جس میں خاص لوگوں کا حال لکھا جائے۔ جہاں تک تذکروں کی زبان کا ذکر ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اصناف اردو پر تو فارسی کا اثر ہے ہی اردو تنقید اور بالخصوص تذکرہ نگاری پر بھی فارسی رنگ نمایاں ہے۔ پہلے فارسی اور پھر اردو تذکرہ نویسی کے مقاصد ایک سے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فارسی تذکرہ نویسی کے اوصاف نے اردو تذکرہ کو پوری طرح متاثر کیا۔ چنانچہ اردو تذکرہ نویسی نے اپنا آغاز فارسی تذکرہ نویسی کے زیر اثر کیا اور ابتداً فارسی تذکرہ نویسی کی نقل کی، زبان بھی فارسی ہی رہی۔ گارساں دتاسی کی مرتب کردہ فہرست کے ۱۱۳ تذکروں میں صرف ۶ تذکرے اردو میں اور باقی سب فارسی زبان میں لکھے گئے۔ خصوصیات کی بنا پر ناقدین نے تذکروں کی مختلف تقسیم کی ہے۔ نوعیت کا لحاظ رکھ کر تذکروں کی تین خاص اقسام بھی پیش کی گئیں بعض نے انھیں دو خانوں میں بانٹا ہے۔ زبان کے لحاظ سے فارسی زبان میں لکھے گئے تذکرے اور اردو زبان میں لکھے گئے تذکرے۔(۱۳)

یہ تقسیم زبان کے لحاظ سے ہے۔ اگرچہ تذکروں کی زیادہ تعداد فارسی زبان میں ہے تاہم کچھ کے قریب تذکرے اردو میں تصنیف کیے ہیں۔ اس لسانی تقسیم کے علاوہ جدید قدیم کے اعتبار سے بھی تذکروں کو دو خانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ معنوی اعتبار سے بھی تذکروں کو بیاضی اور سوانحی تذکروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس تقسیم کے علاوہ سید عبداللہ نے تذکروں کو سات اقسام میں منقسم کیا ہے جو زیادہ بہتر معلوم ہوتی ہے۔ تذکروں کی اس تقسیم سے ان کی اقسام کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے:

اول: وہ تذکرے جن میں صرف اعلیٰ شاعروں کے مستند حالات جمع کیے گئے ہیں اور ضمناً کلام کا انتخاب بھی دیا ہے۔

دوم: وہ تذکرے جن میں تمام قابل ذکر شعراء کو جگہ دی گئی ہے اور مصنف کا مقصد جامعیت اور نایاب ہے۔

سوم: وہ تذکرے جن کا مقصد تمام شعراء کے کلام کا عمدہ اور مفصل ترین انتخاب پیش کرنا ہے اور حالات جمع کرنے کی طرف زیادہ اعتنا نہیں۔ بیاضیں اور مجموعے اس صنف میں شامل ہیں۔

چہارم: وہ تذکرے جن میں اردو شاعری کو مختلف طبقات میں تقسیم کیا گیا ہے اور تذکرے کا مقصد شاعری کا ارتقاد کھانا ہے۔

پنجم: وہ تذکرے جو شاعری کے ایک مخصوص دور سے بحث کرتے ہیں۔

ششم: وہ تذکرے جو کسی وطنی یا ادبی گروہ کے نمائندے ہیں۔

ہفتم: وہ تذکرے جن کا مقصد محض تنقید سخن اور اصلاح سخن ہے۔(۱۴)

جیسے جیسے ریختہ گوؤں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا ویسے ویسے تذکرہ نویسی کی ضرورت پڑتی گئی۔ جب شعرا کی تعداد میں اضافہ ہوا تو ساتھ ہی تذکروں میں شاعروں کے ذکر میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا اور تذکروں کی فہرست بھی طویل ہوتی گئی۔ شعرا کی تعداد کے متعلق سید عبداللہ رقم طراز ہیں:

"میر کے تذکرہ نکات الشعراء میں تقریباً ۱۰۰ اشاعروں کا حال بیان ہوا ہے۔ گردیزی کے تذکرے میں تعداد اتنی ہی ہے۔ قائم کے تذکرہ مخزن نکات میں ۱۱۰ ہے، تذکرۂ شورش (غلام حسین) جو ۱۱۹۳ھ مطابق ۸۰-۱۷۷۹ء میں مرتب ہوتا ہے، شعرا کی تعداد ۳۱۴ تک پہنچتی ہے۔ عمدہ منتخبہ جو ۱۲۱۵ھ اور ۱۲۴۲ھ کے درمیان مرتب ہوتا ہے، کم و بیش ۱۲۰۰ شعرا کے حال پر مشتمل ہے۔ اس زمانے میں عیار الشعرا خوب چند ذکاء جو ۱۲۰۸ھ اور ۱۲۴۸ھ کے درمیان لکھا جاتا ہے ۱۵۰۰۰ شعرا کے حالات قلم بند کرتا ہے اور تذکرہ اختر جو واجد علی شاہ سے منسوب کیا ہے ۵۰۰۰ شعراء کے ذکر پر مشتمل۔ (اس میں فارسی شعرا بھی شامل ہیں)(۱۵)

اردو غزل پر انتقاد کے ابتدائی نقوش تذکروں میں ہی ملتے ہیں۔ زیادہ تر تذکرہ نگاروں نے اردو شاعروں کے تذکرے میں فارسی زبان کو تشریح انتقاد کا ذریعہ بنایا۔ تاہم فارسی شعرا کا پہلا تذکرہ لباب الالباب از عوفی یزدی ہے۔ مصنف ساتویں صدی ہجری میں تھا اور اپنے عہد تک کے حالات لکھے ہیں۔"(۱۶)

عموماً تذکروں میں شاعروں کے حالات اور کلام کا انتخاب اور تبصرہ مختصراً ملتا ہے۔ گویا ایک طرح سے تذکرے اطلاعات اور رہ نمائی بہم پہنچانے کا کام کرتے ہیں۔ تذکروں میں شاعر کی شخصیت اور ماحول کا بیان شاعر کے بارے میں بنیادی معلومات میسر ہوتی ہیں، اگرچہ یہ معلومات ناکافی ہیں مگر کسی حد تک شاعر کا اور اس کے ماحول کی خاص

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

تصویر سی نظروں میں ٹھہر جاتی ہے۔ اردو تنقید کے ارتقائی سفر میں تذکرے مددگار ہیں۔ تذکروں میں تنقید کا مواد اگرچہ انتہائی ابتدائی شکل میں دست یاب ہے، جن میں انتخاب و تبصرہ مختصر سے انداز میں ملتا ہے۔ مگر اس کی افادیت سے انکار ممکن نہیں۔

عموماً تذکروں میں تین چیزیں پائی جاتی ہیں۔ ایک تو شاعر کے مختصر حالات، دوسرے اس کلام پر مختصر سا تبصرہ اور پھر تیسرے اس کلام کا انتخاب۔(۱۷) تذکروں میں تنقید کرتے ہوئے اردو کے تذکرہ نگاروں نے نہ صرف کلام پر مختصر تبصرہ کیا ہے بلکہ جابجا شعری اصطلاحات کو بھی استعمال کیا ہے۔ جن کی مدد سے شاعر کی مہارت سخن وری اور قدرت بیانی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا ان تذکروں کی بدولت ہمیں شعرا کے اسلوب کے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔ اگرچہ تذکروں کی حیثیت باقاعدہ تنقید کی نہیں مگر ان تذکروں میں جو کچھ کہا گیا ان کی الگ سے اہمیت ہے۔ اردو تنقید کے ابتدائی ماخذ کی حیثیت سے تذکرہ کے وجود سے انکار نہیں، تذکروں سے تاریخ، انتخاب کلام پر رائے وغیرہ تنقیدی نمونہ کے طور پر دست یاب ہو جاتی ہے۔ ان تذکروں میں شاعری پر رائے زنی کرتے وقت اسلوب کے ضمن میں جو کچھ کہا گیا اس کی لسانی اہمیت بھی ہے۔ ویسے ان میں عام طور سے شاعر کی ولدیت، تاریخ پیدائش اور وفات، فہرست تلامذہ اور منتخب اشعار ملتے ہیں۔(۱۸) اور یہ بھی سچ ہے کہ انتخاب کلام بجائے خود نہایت واضح انتقاد ہے۔ اردو شعرا کی تذکرہ نویسی میں میر تقی میر کو اولیت حاصل ہے۔ تذکروں میں ہمیں شاعر اور اس کے کلام کے بارے میں ابتدائی طور معلوم ہو جاتا ہے اور ایسے میں اگر جامعیت ہو تو یہ اور بھی زیادہ تنقیدی افادیت رکھتے ہیں۔

تذکرہ مخزن نکات کے مصنف کا نام شیخ قیام الدین قائم چاند پوری ہے۔ قائم چاند پوری کے بلند پایہ تنقیدی ذوق کا پتا ان کے تذکرے سے ملتا ہے جس میں ان کا حسن ذوق اور حسن انتخاب اپنے پورے رنگ میں نظر آتا ہے۔ مثلاً سودا کا ایک خوبصورت انتخاب دیکھیے:

ٹوٹے تری نگاہ سے اگر دل حباب کا

پانی بھی پھر پئیں تو مزا ہے شراب کا(۱۹)

شیخ قیام الدین قائم چاند پوری کے تنقید فہم ہونے کی مثال سودا کے بارے میں ان الفاظ سے بھی ملتی ہے۔ جو ایک تنقیدی نمونے کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کی تنقیدی رائے سودا کے متعلق:

"عندلیب خوش نغمہ گلشن روزگار گل سر سبد، محافل اشعار، یگانہ کشور افضال"(۲۰)

تذکروں میں اردو غزل پر تنقید کے ابتدائی آثار کے بڑے خوبصورت نمونے ملتے ہیں جو اردو تحقیق و تنقید میں معاون و مددگار ثابت ہوئے۔ اس طرح چمنستان شعراء میں لکشمی نرائن اورنگ آبادی، ولی دکنی پر اس انداز سے تنقیدی تبصرہ کرتے ہیں۔

" ولی، محمد ولی، ولی تخلص، والا اقتدار شاعر ہے اور شیریں گفتار سخن سنج ہے۔"(۲۱)

. اس میں لکشمی نرائن اورنگ آبادی نے ولی دکنی کے کلام کی خصوصیات بیان کرنے کیلئے کچھ اصطلاحات استعمال کی ہیں مثلاً والا اقتدار سے مقصود کسی جاہ و منصب نہیں بلکہ مقام و مرتبہ کا تعین، کلام کے حوالے سے کیا گیا اور مراد یہ ہے کہ الفاظ اور معانی میں مطابقت پیدا کرنے کے سلسلے میں ولی قدرت کامل رکھتا ہے۔ اسی طرح ولی کے لیے شیریں گفتار کی اصطلاح بھی استعمال کی گئی۔ مراد زبان کی مٹھاس، بات کرنے کا سلیقہ، دلکش انداز، حلاوت، ملاحت وغیرہ، تمام تذکرہ نگار کم و بیش شیریں کلامی اور شیریں گفتاری سے یہ مراد لیتے ہیں کہ شاعر کے اسلوب نگارش میں جمالیاتی صفات پائی جاتی ہیں۔ ان صفات میں ترنم اور نغمہ بنیادی ہیں۔(۲۳) مندرجہ بالا تبصرہ میں کس خوبصورتی سے ولی کا اشعار پر قدرت کامل رکھنے کا ذکر ہے۔ انتخاب کلام کے حوالے سے تذکرہ نگاروں کی سخن فہمی کے نمونے جابجا ملتے ہیں۔ قدرت اللہ شوق نے اپنے تذکرہ میں ولی کے جو اشعار درج کئے ہیں ان میں دو اشعار لیے گئے ہیں۔

اور مجھ پاس کیا ہے دینے کو

دیکھ کر تجھ کو روے دیتا ہوں

دیکھیں سو جسے وہ مبتلا ہے

خوباں کی نگاہ میں وہ بلا ہے(۲۴)

ان منتخب کردہ اشعار کو یہاں درج کرنے کا مقصد تذکرہ نگاروں کی سخن فہمی کو ثابت کرنا ہے۔ اردو شعراء کے تذکروں کا تنقیدی جائزہ لیا جائے تو یقیناً کئی پہلو آشکار ہوتے ہیں۔ اردو غزل گو شعراء کے کلام کی خصوصیات کے ساتھ ساتھ شعراء کی پیدائش و وفات کے علاوہ وطن اور تہذیبی حالات کا پتہ چل جاتا ہے۔ میر تقی میر کی غزل گوئی اور مثنوی گوئی کا اعتراف اس طرح کرتے ہیں۔

"بافنون نظمیہ ربط تمام دارد ولاسیما اور غزل سرائی و مثنوی گوئی گوے سبقت می رباید" (۲۵)

بہادر شاہ ظفر کے بارے میں تذکرہ خوش معرکہ زیبا میں سعادت خاں لکھتے ہیں:

"دودمان گورگانی لعل بے بہانے بدخشاں جہانِ شہریار نیک کردار، شہنشاہ عالی مقدار (۲۶)

انتخاب ظفر:

جو لکھنا تقدیر کا ہے، ہو گا پورا دیکھنا

اے ظفر اس میں نہیں کچھ دخل پیش و کم کو ہے (۲۷)

تذکرہ گلستان سخن کو مرزا قادر بخش صابر دہلوی نے تالیف کیا ہے (۲۸) صابر دہلوی، شیفتہ کے متعلق تنقیدی انداز سے جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"شیفتہ تخلص، نواب معلی، موسس احساس قبول و اقبال، بانی بنائے، فضل و افضال مسند نشیں، مقد دولت و جاہ، اور اقبال پناہ، جلالت دست نگاہ۔" (۲۹)

اس طرح سے مرزا قادر بخش نے پر اثر انداز اپناتے ہوئے شعراء کے تنقیدی جائزے لیے ہیں۔ سودا پر تبصرہ کرتے ہوئے مرزا قادر بخش صابر دہلوی نے مندرجہ بالا تبصرہ میں قوافی کا خوبصورت استعمال کیا ہے اور اصطلاحات کی مدد سے سخن گوئی و شیفتہ بیان کی ہے۔ غرض حقیقتاً تذکروں نے اردو تنقید کے ارتقاء میں حصہ ڈالا ہے اور بظاہر عبارت آرائی کرنے والے تذکرہ نگاروں کی نظر کتنی گہری، مطالعہ کتنا وسیع اور فیصلہ کتنا صحیح ہے۔ محمد حسین آزاد کی آب حیات کا شمار بھی تذکروں میں ہوتا ہے۔ اس میں شاعری کے موضوعات سمیت شعرا کے کلام پر تنقیدی رائے مل جاتی ہے۔ آب حیات پر بہت سے اعتراضات کرنے کے باوجود اس نے تنقید کی ایسی روایات قائم کیں جن پر آئندہ نقادوں نے اپنی تنقید کی بنیادیں رکھیں اور جس کی وجہ سے نئی تنقید عروج پر پہنچ گئی۔ (۳۰)

اردو غزل کی تنقید کے حوالہ سے کافی مواد تذکروں میں دست یاب ہے اور ان کو ابتدائی نمونوں کی حیثیت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اردو غزل کی تنقید میں تذکروں کی اہمیت مسلمہ ہے۔

یہ تنقید کے وہ ابتدائی نقوش ہیں جو یقیناً بے عیب تو نہیں مگر اردو تنقید کا اہم ادبی سرمایہ ہیں۔ گویا یہ بات بڑے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ اردو غزل کی ناقدانہ بصیرت اور تنقیدی شعور کو تذکرہ نگاری نے جلا بخشی۔

حوالہ جات

۱۔ عبادت بریلوی، ڈاکٹر، اردو تنقید کا ارتقاء، لاہور: انجمن ترقی اردو، ۲۰۰۱، ص ۹۲

۲۔ عابد علی عابد، اصول انتقاد ادبیات، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء ص ۲۳۷

۳۔ عبادت بریلوی، ڈاکٹر، اردو تنقید کا ارتقاء، لاہور: انجمن ترقی اردو، ۲۰۰۱، ص ۹۲

۴۔ عبادت بریلوی، ڈاکٹر، اردو تنقید کا ارتقاء، لاہور: انجمن ترقی اردو، ۲۰۰۱ء، ص ۹۲

۵۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۲ء، ص ۱

۶۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، جلد ۶، ۱۹۶۲ء، ص ۱۸۶

۷۔ فرہنگ آصفیہ، جلد اول، لاہور: مکتبہ حسن سہیل لمینڈہ س ن، ص ۵۹۹
۸۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری ، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۲، ص ۱۲
۹۔ سلیم اختر، ڈاکٹر: نفسیاتی تنقید، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۶ء، ص ا
۱۰۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، نفسیاتی تنقید، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۶ء ص ا
۱۱۔ شبلی نعمانی، شعر العجم "حصہ اول، لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۹۸۸، ص ۲
۱۲۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، شعرائے اردو کے تذکرے اور تذکرہ نگاری لاہور: مکتبہ خیابان ادب ۱۹۵۲ء ص ۱۳۱
۱۳۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری لاہور مجلس ترقی ادب ۱۹۷۲ء ص ۱۴۲۸
۱۴۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، شعرائے اردو کے تذکرے اور تذکرہ نگاری لاہور: مکتبہ خیابان ادب ۱۹۵۲ء ص ۱۰۹-۱۵
۱۵۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، شعرائے اردو کے تذکرے اور تذکرہ نگاری لاہور: مکتبہ خیابان ادب، ۱۹۵۲ء ص ۴۰۳
۱۶۔ خیلی نعمانی شعر العجم "حصہ اول، لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۹۸۸ء ص ۴
۱۷۔ عبادت بریلوی، ڈاکٹر، اردو تنقید کا ارتقاء لاہور: انجمن ترقی اردو، ۲۰۰۱ء، ص ۱۰۳
۱۸۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۳، ص ۱۶۳
۱۹۔ قیام الدین قائم چاند پوری، مخزن نکات، مرتبہ ڈاکٹر اقتدار حسن، لاہور، مجلس ترقی اردو ادب، ۱۹۲۶، ص ۸۷
۲۰۔ قیام الدین قائم چاند پوری، مخزن نکات، مرتبہ ڈاکٹر اقتدار حسن، لاہور، مجلس ترقی اردو ادب، ۱۹۲۶، ص ۸۶
۲۱۔ قیام الدین قائم چاند پوری، مخزن نکات، مرتبہ ڈاکٹر اقتدار احسن، لاہور، مجلس ترقی اردو ادب، ۱۹۲۷، ص ۹۸
۲۲۔ عابد علی عابد، اصول انتقاد ادبیات، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء ص ۲۴۲
۲۳۔ عابد علی عابد، اصول انتقاد ادبیات، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء، ص ۲۵۵
۲۴۔ قدرت اللہ شوق، طبقات الشعراء، مرتبہ نثار احمد فاروق، لاہور مجلس ترقی اردو ادب، ۱۹۶۸ء ص ۴۰
۲۵۔ نواب مصطفیٰ خان، شیفتہ گلشن بے خار، مرتبہ کلب خان فائق، لاہور: مجلس ترقی اردو ادب، ۱۹۷۳، ص ۱۱۴
۲۶۔ سعادت خان ناصر، خوش معرکہ زیبا، جلد دوم، مرتبہ مشفق خواجہ، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۲ء ص ۱۶۴
۲۷۔ سعادت خان ناصر، خوش معرکہ زیبا، جلد دوم، مرتبہ شفق خواجہ، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۲ء، ص ۱۲۶
۲۸۔ گلستان سخن کے مؤلف کے حوالے سے کچھ لوگوں نے اسے امام بخش صہبائی کی تصنیف کہا ہے جو مرزا قادر بخش کے استاد تھے۔ تفصیل دیکھئے فرمان فتح پوری، اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری، ص ۴۰۷ تا ۴۲۱
۲۹۔ مرزا قادر بخش دہلوی، گلشن بخن جلد دوم، لاہور: مجلس ترقی اردو ادب، ۱۹۶۲، ص ۱۰۰
۳۰۔ عبادت بریلوی، ڈاکٹر، اردو تنقید کا ارتقا' لاہور: انجمن ترقی اردو، ۲۰۰۱، ص ۱۹۷